بے سِرّ نامہ

(اردو ترجمہ)

از

خواجہ فرید الدّین عطّار نیشاپوری

مترجم

طارق حیات لاشاری

Sufi Books

حضرت خواجہ فریدالدین عطار نیشاپوریؒ کی مشہور فارسی مثنوی کا اردو ترجمہ

بے سِرّ نامہ

(اردو ترجمہ)

از

خواجہ فریدالدّین عطّار نیشاپوری

مترجم

طارق حیات لاشاری

صُوفی بُکس پبلی کیشنز، سکھر

2020

سوانح عمری : خواجہ فرید الدین عطار نیشاپوری

حضرت شیخ فرید الدین عطار کی ولادت ماہِ شعبان المعظم ۳۱۵ ھجری میں ہوئی۔ آپ موضع کدکن کے رہنے والے تھے۔ یہ گاؤں ایران کے شہر نیشاپور میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام محمد بن ابی بکر ابراہیم، کنیت ابو حامد یا ابو طالب، لقب فرید الدین، تخلص عطار ہے۔ چونکہ آبائی پیشہ عطاری تھا اسی لئے "عطار" اور "فرید" تخلص کے طور پر لکھتے تھے۔ اسی وجہ سے اپنے قلمی نام "شیخ فرید الدین عطار" کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کے والد ابو بکر ابراہیم چونکہ مشہور "عطار" تھے۔ اسی لئے شیخ نے ابتدائی عمر میں اسی عطاری کی دکان پر کام کیا۔ اسی دوران میں طب بھی پڑھی۔ اور بحیثیت ایک طبیب خدمت خلق کرنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ابتداء ہی میں فارغ البال تھے اس لئے دوسرے شعراء کی طرح انہیں شاعری کا پیشہ ذریعہ معاش کے لئے نہیں اپنانا پڑا۔ شیخ فرید الدین عطار اوائل عمری سے شباب تک علوم و فنون کی تحصیل میں مصروف رہے۔

آپ نے مختلف علوم متداولہ مثلاً علم کلام، نجوم، فلسفہ، قرآن و حدیث، فقہ، طب اور ادب میں مہارت حاصل کی۔ آپ کے اشعار میں مذکورہ علوم و فنون کے اثرات نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ شیخ فرید الدین جوانی کے دنوں میں اپنے والد کے مرشد قطب الدین حیدر سے فیضیاب ہوئے اور انہی کی نگرانی میں تصوف و معرفت کے مدارج طے کئے۔ بچپن ہی سے آپ کو درویشوں اور صوفیوں کے پاس بیٹھنا پسند کرتے تھے۔ آپ نے معرفت و سلوک کے منازل طے کرتے ہوئے اپنی زندگی اور اپنے پیش رو علماء و صوفیاء کے حالات و کوائف کا بھی جابجا ذکر کیا ہے۔ اپنی عمر اور اپنے عشق و محبت کے پیچیدہ منازل کو کن حالات میں طے کیا ہے۔ اس کا ذکر ان کی تخلیقات میں جابجا ملتا ہے۔ اپنی زندگی کے ستر سال کی کیفیت اس انداز سے بیان کرتے ہیں۔

چون ز مقصود خود ندیدم بوی سوی عمر رهم زیان آمد
دین ہفتاوسالہ دادبباد مرنمیخانہ مغان آمد

آپ کی "توبہ" اور "تارک الدنیا" ہونے کا ایک واقعہ عام تذکرہ نگاروں نے درج کیا ہے۔ شیخ عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ "ایک روز شیخ فرید الدین عطار اپنی دکان کے کاروبار میں مصروف تھے۔ دکان کا مال سنبھال رہے تھے۔ اور روپے پیسے کے الٹ پھیر میں مشغول تھے۔ کہ اچانک ایک "درویش" آیا اس نے اللہ کے نام پر خیرات کا سوال کیا۔ شیخ فرید الدین عطار اپنے کاروبار میں مصروف تھے۔ درویش کی صدا پر کوئی توجہ نہ دی۔ بلکہ روپے پیسے کی ریل پیل میں لگے رہے۔ صدا لگانے والے "درویش" نے کہا دنیا میں اس قدر لگے ہوئے ہو تو آخر "آپ" کو موت کب آئے گی؟ حضرت شیخ فرید الدین عطار نے غصہ

میں جواب دیا جس طرح تمہیں موت آئے گی، مجھے بھی اسی طرح موت آئے گی۔ صدا لگانے والے "درویش" نے کہا کہ میری طرح مرنا چاہتے ہو؟ یہ کہہ کر "درویش" نے اپنا لکڑی کا پیالہ سرہانے رکھا زمین پر لیٹا زبان سے کلمہ پڑھتے ہوئے "داعی اجل" کو لبیک کہا۔ آپ یہ منظر دیکھ کر دنیاوی کاموں سے دست بردار ہو گئے سارا شفاخانہ اور دوسرے احباب دنیا کو لوگوں میں لٹا دیا اور عشق الٰہی کی دکان پر آ بیٹھے۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار بھی مشرق کے ان علماء میں سے ہیں جن کے "پند و نصائح" سے صرف اہل مشرق ہی نہیں بلکہ اہل مغرب کے بسنے والوں نے بھی فیض حاصل کیا۔ شیخ فرید الدین عطار محض ایک "ادیب" اور "شاعر" کی حیثیت سے ہی نہیں بلکہ وہ علم تصوف اور علم اخلاق کے ایسے نامور استاد مانے گئے ہیں جن کے زریں اقوال پر آج بھی دنیا سر دھن رہی ہے اور ان شاء اللہ دھنتی رہے گی۔ کیونکہ آپ کا علمی خاصہ اور اثر آج بھی "فارسی شاعری" اور صوفیانہ رنگ میں نمایاں ہے۔ "تذکرۃ الاولیاء" اور "منطق الطیر" جیسی اہم فارسی کتب آپ کی تصانیف ہیں۔ آپ نے شاعری بھی کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ رکن الدین اسکاف کی خدمت میں کئی سال بسر کیے اور آخر کار شیخ مجد الدین بغدادی کے ہاتھ پر بیعت کی اور آگے چل کر سلوک و معارف کے وہ مراتب طے کیے کہ خود مرشد کے لئے باعث فخر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مشہور مشائخ اور بزرگان دین کی صحبت میں بیٹھتے رہے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ "کہ حضرت حسین منصور حلاج کی روح نے ڈیڑھ سو سال بعد حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ پر "اثر" کیا اسطرح حضرت عطار، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اثر آئے۔ شیخ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ جن کو "مولانا روم" کہا جاتا ہے۔ اپنے بچپن میں شیخ عطار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسی وقت شیخ عطار نے اپنا رسالہ "اسرار نامہ" ان کو دیا۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عارف باللہ اور معرفت سلوک کے دلدادہ عطار کی تعریف کیے بغیر رہ نہ سکے۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ بھلا کون عطار کو سمجھ پایا ہو گا۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے "عطار" کی بلندی و برتری کے واضح اور روشن پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے یوں مدح سرائی کی۔

عطار روح بود و سنائی دو چشم او
ما از پی سنائی و عطار آمدیم

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے عطار اور سنائی کی عظمت کا اقرار کیا ہے اور ساتھ ہی ان سے فیوض و برکات بھی حاصل کیے۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ "عطار" کی پذیرائی اس انداز سے کرتے ہیں۔

من آن ملای رومی ام که از نطقم شکر ریزد

و لیکن در سخن گفتن غلام شیخ عطارم

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری شاعری میں مٹھاس ہی مٹھاس ہے لیکن میری شاعری کا اصل منبع و مرجع شیخ فرید الدین عطار ذات ہے۔ شاعری کے میدان میں خود کو میں شیخ فرید الدین عطار کا غلام تصور کرتا ہوں۔ اس قول سے عطار کی فضیلت و برتری کا اندازہ لگانا کوئی مشکل کام نہیں۔ تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ "عطار" نے دنیا کے مختلف ممالک کا دورہ کیا اور دوران معرنت شیخ فرید الدین عطار صرف عارفوں اور صوفیوں کے حالات کی جستجو میں نہیں لگے رہے۔ بلکہ خود بھی معرنت کی منازل طے کرتے رہے۔ شیخ فرید الدین عطار نے مصر، دمشق، مکہ، ترکستان اور ہندوستان کا سفر کیا۔ ان اسفار نے شیخ فرید الدین عطار کو جلا بخشی اور علماء وفضلاء کی صحبت کا خاصا اثر قبول کیا۔ عطار نے سلوک و معرنت کی شناخت کے منازل طے کرتے ہوئے جو بزرگی اور شہرت ناموری حاصل کی اسکی جانب اشارہ کرتے ہوئے حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ شیخ فرید الدین عطار کو ان الفاظ میں وارِد تحسین پیش کرتے ہیں۔

هفت شهر عشق راعطار گشت
ما هنوز اندر خم یک کوچه ایم

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے نظم و نثر میں بہت سی تصنیفات چھوڑی ہیں۔ جن کی تعداد قاضی نور اللہ شوستری کی مجالس المومنین میں ۱۴۱ ہے۔ ان میں سے جو مشہور ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ تذکرۃ اولیا، مقامات الطیور یا منطق الطیر، مصیبت نامہ، اسرار نامہ، الٰہی نامہ، دیوان، بیسر نامہ، پند نامہ، وصیت نامہ، خسرو وگل اور شرح القلب، جواہر نامہ، مختار نامہ، شاہنامہ وغیرہ آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔

آپ کی شہادت کا واقعہ تذکرہ نگاروں نے اس طرح لکھا ہے کہ تاتاریوں کے عین ہنگامے میں ایک سپاہی نے شیخ کو گرفتار کیا ایک راہ گیر نے بڑھ کر کہا کہ "دیکھنا اس مرد ضعیف کو قتل نہ کر دینا دس ہزار اشرفیاں نقد دیتا ہوں کہ ان کو چھوڑ دو" شیخ نے کہا خبردار اتنے پر مجھے فروخت نہ کر دینا میری اس سے کہیں زیادہ قیمت ہے۔" سپاہی خوش ہوا کہ اس سے بھی زیادہ دولت ہاتھ آئے گی اور وہ بھی بالکل مفت آگے بڑھ گیا۔ آگے ایک اور شخص ملا۔ اس نے کہا کہ میاں سپاہی اس بوڑھے کو مجھے دے ڈالو میں ایک گٹھا گھاس کا اس کے معاوضے میں دیتا ہوں شیخ بولے ہاں دے ڈال کہ میری قیمت اس سے بھی کم ہے۔ سپاہی کے تن بدن میں آگ لگ گئی کہ دس ہزار اشرفیاں ملتی ہوئی ہاتھ سے گئیں۔ جھلا کر وہیں سر تن سے جدا کر ڈالا۔ آپ نے ۶۲۷ یا ۶۲۸ ہجری میں وفات پائی۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر ایک سو چودہ سال تھی، آپ کا مزار نیشاپور میں واقع ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من بغیر از تو نه بینم درجهان

میں دنیا میں تیرے بغیر کسی کو نہیں دیکھا

قادرا پروردگارا جاودان

اے قادر، پروردگار، ہمیشہ زندہ و جاوید رہنے والے۔

من ترا دانم ترا دانم ترا

میں تجھے اور تو خود کو جانتا ہے۔

حق ترا کی غیر باشد ای خدا

اے خدا، کیسے غیر تیرا حق ہوسکتا ہے؟

چون بجز تو نیست در هر دو جهان

چونکہ دو جہاں میں تیرے سوا کوئی نہیں ہے۔

لاجرم غیری نباشد در میان

بیشک درمیان میں کوئی غیر نہیں ہے۔

اولین و آخرین وای احد

اے اول ، اے آخر، اور اے ذاتِ واحد

ظاهرین و باطنین و بی عدد

تو ہی ظاہر، تو ہی باطن اور بے عدد ہے۔

این جهان و آن جهان و در نهان

اس جہاں اور اس جہاں اور جو مخفی ہے

آشکارا در نهان و در عیان

تم مخفی میں آشکار ہو اور عیاں ہو۔

هم عیان و هم نهان پیدا توئی

سارا ظاہر و مخفی تو نے پیدا کیا ہے۔

هم درون گنبد خضرا توئی

گنبد خضرا میں سب تیرا ہی ہے۔

در ازل بودی و باشی همچنان

جو ازل میں تھا اور جو رہا ہے، اسی طرح

تا ابد هستی و باشی جاودان

ابد تک موجود ہے اور جاودان رہے گا۔

ای ز تو پیدا شده کون و مکان

اے اللہ، آپ ہی سے کون و مکان پیدا ہوئے ہیں

ای ز تو پیدا شده جان و جهان

اے اللہ، تم سے جان و جہان پیدا ہوئے۔

ای ز تو عالم پر از غوغا شده

اے خدا، تیرے وجہ سے عالم غوغا سے پر ہوا۔

ای ز تو چرخ فلک گردان شده

اے خدا، تیری وجہ سے چرخ فلک سرگردان ہے۔

ای ز وصلت عاشقان دلسوخته

اے خدا، تیرے وصل کی وجہ سے دلِ عشاق سوختہ ہیں۔

ای ز وصلت کار بازار آمده

اے خدا، تیرا وصل سے بازار کے کام ہوئے۔

ای ز وصلت جانها اندر فغان

اے خدا، تیرے وصل کی وجہ سے جانیں فغاں میں ہے

ای ز وصلت جانها بریان شده

اے خدا، تیرے وصل کی وجہ سے جانیں جل گئیں۔

ای ز وصلت زاهدان در تهنیت

تیرے وصل کی وجہ سے زہاد مبارک آبادی میں ہیں

ای ز وصلت عالمان در گیر و دار

اے خدا، تیرے وصل کی وجہ سے عالم میں تخت نشیں

ای ز وصلت جان ما تاراج یافت

اے خدا، تیرے وصل سے میری جان تاراج ہوئی

ای ز وصلت عاشقان آشفته کار

جان پاکان در رهت یغما شده

پاک لوگوں کی جان میں لوٹ مار کی ہے۔

صدهزاران دل ز تو حیران شده

سو ہزار دل تیری وجہ سے حیران ہوئے۔

جامهٔ وصل تو پردم دوختم

تیرے وصل کی وجہ سے جامہ تار تار ہوگیا ہے۔

همچو ابراهیم در نار آمده

اسی طرح حضرت ابراہیمؑ آگ میں آئے۔

همچو موسی درجواب لن تران

جیسے حضرت موسیٰ لن ترانی کے جواب میں ہوئے۔

همچو اسمعیل صید قربان شده

جیسے حضرت اسماعیل شکار ہوکر قربان ہوئے۔

همچو داود نبی در تعزیت

جیسے نبی حضرت داودؑ ماتم تعزیت میں ہیں۔

چون سلیمان پادشاهی ملک دار

ہوا جیسے حضرت سلیمانؑ بادشاہی کا مالک بنا۔

چون محمد یک شب معراج یافت

جیسے محمد ﷺ کو ایک رات میں معرج حاصل ہوا

همچو عیسی آمده از پای دار

اے خدا، تیرے وصل کی وجہ سے عشاق پریشان حال ہوئے۔

ای ز وصلت آسمان گردان شده

اے خدا، تیرے وصل کی وجہ سے آسمان گردش میں آیا۔

ای ز وصلت کوکبان اندر طلب

اے خدا، تیرے وصل کی ستاروں کے اندر طلب ہے۔

ای ز وصلت آفتاب اندر سما

اے خدا، تیرے وصل کی وجہ سے آفتاب آسمان میں ہے۔

ای ز وصلت خاک را خون در جگر

اے خدا، تیرے وصل کی وجہ سے خاک کا جگر خون آلود ہے۔

ای ز وصلت آب در کار آمده

اے خدا، تیرے وصل کی وجہ سے پانی کام میں آیا۔

ای ز وصلت شد فریدت غرق خون

اے خدا، تیرے وصل کی وجہ سے تیرا فرید خون میں غرق ہوا۔

ای ز وصلت آتش از غم سوخته

اے خدا، تیرے وصل کی وجہ سے آگ غم سے سوختہ ہے۔

ای ز وصلت هر زمان حیران شدم

اے خدا، تیرے وصل کی وجہ سے ہر وقت میں حیران ہوں۔

ای ز وصلت غرق توحید آمدم

اے خدا، تیرے وصل کی وجہ سے میں توحید میں غرق ہوگیا ہوں۔

جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام تختۂ دار کے پاس گئے۔

اندرین ره راه بی‌پایان شده

اس راہ میں بے پایاں و لامتناہی رستے ہوگئے۔

می‌نیاسایند هرگز از تعب

رنج و ماندگی سے ہرگز اپنا سر نہیں رگڑتے۔

غلط غلطان می‌رود بی سر و پا

خطاوار و غلطان ہوکر بے سروپا چلتا ہے۔

هر زمان سردگر کرده بدر

ہر وقت دوسرا سر باہر نکالتی ہے۔

هر زمان هر سو پدیدار آمده

ہر وقت ہر سو و ہر طرف ظاہر ہوتا ہے۔

هر زمان در خاک افتد سرنگون

ہر وقت خاک میں سر جھکا ہوا ہوتا ہے۔

اندر آن دم سنگ بر سر کوفته

ایک دم میں پتھر پر سر پھوڑتا ہے۔

در تحیر سر بسر گردان شدم

میں حیرت میں سربسر پھرتا رہتا ہوں۔

لاجرم در عین تجرید آمدم

بلاشبہ میں اسی تنہائی میں آگیا ہوں۔

من توام تو من نه من جمله توئی

میں تیرا ہوں چاہے تو میرا نہ بنے، سارا تیرا ہی ہے۔

محو کردم در تو مائی و توئی

میں تیرے عشق "میں و تو" کو مٹا دیتا ہوں۔

خود یکی بود و نبود او را دوئی

خود ایک ہے اور اس کا کوئی غیر نہیں ہے۔

از منی هر چیز هم اینجا توئی

یہاں میری ہر چیز تیری ہے۔

من بوصلت عارفی مطلق شدم

میں تیرے وصل وجہ سے آزاد صاحب معرفت ہوگیا ہوں۔

عارفی رفته تمامی حق شدم

پورا بے خود عارف حق ہوگیا ہوں۔

من خدایم من خدایم من خدا

میں خدا ہوں، میں خدا ہوں، میں خدا ہوں۔

فارغم از کبر و کینه وز هوا

کبر، کینہ و حرص و ہوس سے آزاد ہوں۔

سر بی سرنامه را پیدا کنم

میں بے سر نامہ کا راز عیاں کرتا ہوں۔

عاشقان را در جهان شیدا کنم

عاشقوں کو دنیا میں دیوانہ و شیدا کرتا ہوں۔

صد هزاران خلق حیران مانده‌اند

سو ہزار لوگ حیران رہے ہیں۔

اندرین ره نوح گریان مانده‌اند

اس راہ میں نوح کی طرح گریہ کر رہے ہیں۔

صد هزاران عارفان در گفتگو

سو ہزار عارف اپنی گفتگو میں

اندرین ره لوح دل در شست و شو

دل کی تختی اس راہ میں صاف کرتے ہیں۔

عاشقان آتش زنند در هر دو کون

دونوں جہاں میں عاشق آگ میں جلتے ہیں

تا رهی زین نقشهای لون لون

جب تک اس راہ میں رنگ برنگی صورتیں ہیں۔

نقشها را جمله در آتش بسوز

تمام صورتوں کو آگ میں جلا دے

بعد از آن شمع وصالش برفروز

اس کے بعد اس کے وصال وہ شمع جلے گی۔

چون نماند نقشها اندر نهان

آن زمان نقاش را بینی عیان

جب ان کے اندر پوشیدہ صورتیں ظاہر ہوں ۔
اس وقت صورت کو عیاں و ظاہر دیکھ۔

با تو گویم سر اسرار نهان
ای برادر نقش را نقاش دان

میں تجھے اسرار کا پوشیدہ راز کہتا ہوں۔
اے برادر، نقش کو نقاش (صورت بنانے والا) سمجھ۔

چون ترا باشد کمال دین به حق
خویش را هرگز نبینی جز به حق

چونکہ حقیقت میں تجھے دین پر کمال حاصل ہے۔
خود کو بجز حق کے ہرگز نہ دیکھ۔

جملگی اعضای تو ای بی خبر
ذات کلی این جهان را سر به سر

اے، تو تمام جسم کے عضوؤں سے بے خبر ہے۔
وہ ذات واحد اس جہاں کے راز کا سِرّ ہے۔

عرش و فرش و لوح کرسی و قلم
از توشان شد اسم در عالم علم

عرش، فرش، لوح محفوظ، کرسی و قلم
اس عالم علم میں تیرے نام کی شان سے قائم ہیں۔

گوهری جان در هوس تو کردهٔ
با سگی و جاهلی خو کردهٔ

تو جان کا گوہر حرص و ہوس کے حوالے کرتا ہے۔
کتوں کے ساتھ و جاہلوں کی سی طبیعت رکھتا ہے۔

دادهٔ بر باد عمر جاودان
یک زمان آگه نهٔ از سر جان

تو اپنی عمر جاوداں کو برباد و تباہ کرتا ہے۔
اپنی جان کے رز سے ایک لمحے کے لئے تو آگاہ نہیں ہوتا ہے۔

چون شوی آگه ز سر خویشتن
ترک گیری ازحدیث ما و من

چونکہ تو اپنے خود کے راز سے آگاہ نہیں ہے۔
اس لئے "میں اور میرا" کی باتوں کو ترک کردے۔

جمله را یک بینی ای مرد خدای
تا نه‌بینی ای پسر رشته دوتای

اے مرد خدا، سب چیزوں کو ایک کرکے دیکھ۔
اے بیٹے، جب تک کہ تو پیچیدہ تعلق کو دیکھ نہیں لیتا۔

گر تو راه عشق را مایل شوی
یک ره و یک کعبه و یک دل شوی

اگر تو راہ عشق کی جانب مائل ہے۔
ایک راستہ، ایک کعبہ و قبلہ اور ایک دل لے۔

ننگری در هیچ سوای مرد کار
دایما در عشق باشی بی‌قرار

اے کام کے انسان، حقیر و ناچیز دنیا کی جانب نہ جا۔
ہمیشہ عشق میں بے قرار و پریشاں حال رہ۔

عشق جانان جوهر جان آمده است
لاجرم از خلق پنهان آمده است

محبوب کے عشق سے جاں کو جوہر (گوہر) ملتا ہے۔
بیشک لوگوں سے یہ (عشق) مخفی و چھپ کر آتا ہے۔

هست پیدا نیک تنها از شما
کی بود خفاش را تاب ضیا

تمہارے سے نیک و اچھا (کام) جنم لیتا ہے۔
کب چمگادڑ روشنی کی آب و تاب سہہ سکتا ہے۔

این جهان و آن جهان با هم ببین
بگذر از راه گمان و از یقین

اس جہاں و اس کہاں دونوں کو دیکھ لے۔
یقین کے ساتھ اس گمان کی راہ سے گذر جا۔

عشق با انسان و آن آمیخته
روح اندر خاک دان آویخته

جب عشق انسان و اس ذاتِ حق سے مل جاتا ہے
مٹی کے بت میں روح (جان) ڈال دیتا ہے۔

گفتم ای آرام جان عشاقان
هم شوی درمان درون جسم و جان

اے، میں کہتا ہوں کہ عاشقوں کی جان کا آرام
و درمان بھی جسم و جان کے اندر ہے۔

ای جمالت عاشقان نشناخته
مرکب معنی درین ره تاخته

اے، تیرا جمال عشاق پہچانتے نہیں ہیں۔
حقیقت کی سواری اس راہ میں لٹ جاتی ہیں۔

ای وصالت سالکان را رهروان
جمله در آیند از ره بی نشان

اے رب، تیرا وصال سالکوں کا راہرو و سفر ہے۔
اس بے نشان راستے میں سے سب گذر کر آتے ہیں۔

ای وصالت صادقان صادق شده
در طریق عشق خود لائق شده

اے رب، تیرا وصال صادقوں کے لئے سچا ہے۔
عشق کے طریقہ و راستے میں (ان کو) خود لائق بناتا ہے۔

ای وصالت عالمان درهای و هوی
در ره تقلید بشکافند مو

اے رب، تیرا وصال کی وجہ سے سارے عالم میں فریاد و غوغا ہے۔

ای وصـــالت اولیـــا را داد حـــال

اے رب، تیرا وصال اولیاء اللہ کو حال دیتا ہے۔

ای وصـــالت آســمان و هــم زمــین

اے رب، تیرا وصال کی وجہ سے آسمان، ساری زمین

ای وصـــالت شــمس را دریافتـــه

اے رب، تیرا وصال کی وجہ سے سورج کو معلوم ہوگیا ہے۔

ای وصـــالت مـــاه را هالـــه زده

اے ربّ، تیرا وصال کی وجہ سے چاند کے گرد حلقہ ہے۔

ای وصـــالت بـــاد و آتـــش را بـــه هـــم

اے ربّ، تیرا وصال کی وجہ سے ہوا اور آگ کو بھی

ای وصـــالت بحـــر را بگداختـــه

اے ربّ، تیرا وصال سمندر کو پگھلا دیتا ہے۔

ای وصـــالت کـــرد آب و خـــاک را

اے ربّ، تیرا وصال آب و خاک کو بناتا ہے

ای وصـــالت کـــوه را در گـــل زده

اے ربّ، تیرا وصال پہاڑ کو مٹی میں تبدیل کرتا ہے۔

ای وصـــالت ســر دریـــای قـــدم

اے ربّ، تیرے وصال کی وجہ سے سمندر کا نشان ہے۔

تقلید کی راہ میں بال کو بھی چیر پھاڑ دیتا ہے۔

دأب ایشـــان مـــاورای قیـــل و قـــال

ان کی شان و شوکت قیل و قال سے ماورا ہے۔

هســـت در تســـبیح رب العـــالمین

رب العالمین کی تسبیح (حالتِ ذکر) میں ہیں۔

تـــو را و در جملـــه عـــالم یافتـــه

کہ تو اسے سارے عالم میں ملتا ہے۔

گـــاه بدروگـــه هلالـــی بـــر زده

کبھی پورا چاند تو کبھی ماہِ نو (نیا چاند) ہوتا ہے۔

داد وصـــلت از ره لطـــف و کـــرم

تیرے وصل کی راہ سے لطف و کرم ملتا ہے ۔

هـــر زمـــان درد دگـــر پرداختـــه

ہر وقت دوسرے درد آراستہ کیا جاتا ہے۔

داد قدســـی روح قـــدس پـــاک را

منزہ پاک کو قدسی روح دیتا ہے۔

صـــد هـــزاران عـــاربش بـــر دل زده

سو ہزار دل پر اپنی شرمندگی لئے ہوئے ہیں۔

صـــد هـــزاران درّ آرد از عـــدم

سو ہزار ملک عدم سے بھلائی و بہتری کرتے ہیں۔

ای وصالت آشکارا و نهان

اے رب، تیرا وصال آشکار (ظاہر) اور پوشیدہ بھی ہے۔

ای وصالت بی بیان و بی عیان

اے رب، تیرا وصال ناقابل بیاں و عیاں نہ ہونے والا ہے۔

ای وصالت انبیا و اولیا

اے رب، تیرا وصال انبیا اور اولیا اللہ کو حاصل ہے۔

ای وصالت عاشقان و اصفیا

اے رب، تیرا وصال عاشقوں اور اصفیا کو حاصل ہے۔

ای وصالت زاهدان و مخلصان

اے رب، تیرا وصال زاہدوں اور مخلصوں کو حاصل ہے۔

ای وصالت نیستی و هستیان

اے رب، تیرا وصال ہستی اور نیستی بھی ہے۔

ای وصالت هست گشته در جهان

اے رب، تیرا وصال جہاں میں پھیلا ہوا ہے۔

ای وصالت هست پیدا ونهان

اے رب، تیرا وصال پیدا اور مخفی بھی ہے۔

ای وصالت از جهان بیرون شده

اے رب، تیرا وصال جہاں سے باہر ہوگیا ہے۔

ای وصالت عالم بیچون شده

اے رب، تیرا وصال عالم بیچوں (لاثانی) ہوگیا ہے۔

ای وصالت هر دو عالم سوخته

اے رب، تیرے وصال سے ہر دو عالم جلے ہوئے ہیں۔

ای وصالت خان و مانم سوخته

اے رب، تیرے وصال سے خان اور اس جیسے سوختہ ہیں۔

عالمان در علم او درمانده‌اند

عالم اس کے علم میں بے بس ہیں۔

عارفان از عرف او وا مانده‌اند

عارف بھی اس کے علم سے عاجز و لاچار ہیں۔

عاشقان از عشق او حیران شدند

عاشق اس کے عشق سے حیران ہورہے ہیں۔

هر دم از نوعی دگر بی جان شدند

ہر پل مختلف انداز سے بے جان ہورہے ہیں۔

زاهدان از زهد او رسوا شدند

زُہاد زہد سے رسوا و خوار ہورہے ہیں۔

در خیال زهد او شیدا شدند

زہد کے خیال میں وہ شیدا ہو رہے ہیں۔

بعد پنجه سال او اسرار یافت

از فریدالدین لقب عطار یافت

پچاس سال بعد وہ اسرار حاصل ہوا۔ فرید الدین سے لقب عطار پایا۔

سر بی سرنامه را پیدا کنم

بی سر نامہ کے راز کو میں ظاہر کرتا ہوں۔

عاشقان رادرجهان شیدا کنم

میں عاشقوں کو دنیا میں شیدا و فریفتہ کرتا ہوں۔

درنگر ای عارف صاحب نظر

اے، عارف صاحب نظر کی نگاہ میں

پاک مردان را جهان آمد بسر

پاک مرد دنیا میں کامل و تمام ہوئے۔

ای وصالت روشنائی در جهان

اے ربّ، تیرا وصال جہاں میں روشنائی ہے۔

ای وصالت هم عیان و هم نهان

اے ربّ، تیرا وصال سب میں عیاں بھی و نہاں (مخفی) بھی ہے۔

ای وصالت غمگسار مفلسان

اے ربّ، تیرا وصال مفلسوں کا غمگسار ہے۔

ای وصالت شمع جان بی کسان

اے ربّ، تیرا وصال بے کسوں کی جان کی شمع ہے۔

ای وصالت رهنمای سالکان

اے ربّ، تیرا وصال سالکوں کا راہ نما ہے۔

ای وصالت درگشای طالبان

اے ربّ، تیرا وصال طالبوں کا دروازہ کھولنے والا ہے۔

ای وصالت سر مشتاقان شده

اے ربّ، تیرا وصال مشتاقوں کا راز ہوگیا ہے۔

ای وصالت وصل عشاقان شده

اے ربّ، تیرا وصال عاشقوں کا وصل ہوگیا ہے۔

ای وصالت صدق صدیق آمده

اے ربّ، تیرے وصال سے صدق صدیق آتا ہے۔

ای وصالت عین تحقیق آمده

اے ربّ، تیرے وصال سے حقیقت کی جستجو آتی ہے۔

ای وصالت ترک تجرید آمده

اے رب، تیرے وصال سے ترکِ تنہائی آتی ہے۔

ای وصالت گنج تفرید آمده

اے رب، تیرے وصال سے خلوت کا خزانہ آتا ہے۔

ای وصالت اولین و آخرین

اے رب، تیرا وصال اول بھی ہے اور آخری بھی ہے۔

ای وصالت باطنی و ظاهرین

اے رب، تیرا وصال ظاہری بھی ہے اور باطنی بھی ہے۔

ای وصالت وصل در بن تاخته

اے رب، تیرا وصال سے وصل بنیاد میں تاخت و تاراج ہوتا ہے۔

لاجرم در عشق جان در باخته

بلاشبہ عشق میں جان ہارتی ہے۔

ای وصالت گشته بر ما آشکار

اے رب، تیرا وصال میرے شکار کے واسطے پھرتا ہے۔

سالکی گشتم ز فضلت نامدار

اس کی نامور بخشش کی وجہ سے سالک ہوکر پھرتا ہوں

ای وصالت کرد رندان مردمان

اے رب، تیرا وصال سے رند ظلم کرتے ہیں۔

ای وصالت هست گشته در جهان

اے رب، تیرا وصال سے دنیا میں پھرتے ہیں۔

بار دیگر سالک حق حق شدم

سالک حق دوسری باریابی(رسائی) سے حق ہوجاتا ہے۔

سالکی رفته تمامی حق شدم

سالک رفتہ رفتہ پورا حق ہوجاتا ہے۔

من خدایم من خدایم من خدا

میں خدا ہوں، میں خدا ہوں، میں خدا ہوں

فارغم از کبر و کینه وز هوا

کبر، کینہ، حرص و ہوس سے آزاد ہوں۔

سر بی سر نامه را پیدا کنم

بی سر نامہ کے راز کو میں ظاہر کرتا ہوں۔

عاشقان را در جهان شیدا کنم

میں عاشقوں کو دنیا میں شیدا و فریفتہ کرتا ہوں۔

گفت احمد خواند یار آن امام

اس نے احمد ﷺ سے کہا :دوست، اس امام

انبیا و اولیا او را غلام

انبیاء، اولیا اور اس غلام کو پڑھاؤ۔

وان نموده سر اسرار قدم

آوریده در معنی از عدم

اور اسرار کے راز کا نشان ظاہر کرتا ہے۔

راه را بنموده آن بحر صفا

اس بحر صفا (صفائی کا سمندر) راہ کو ظاہر کرتا ہے

سر حق بنمود او در سر حق

رازِ حق اس کے ساتھ ظاہر ہوا رازِ حق میں،

عارفان این معرفت دریافتند

عارفوں نے یہ معرفت خداوندی ڈھونڈ نکالی۔

طالبان در جستجوی او بدند

طالبان اس کی جستجو و تلاش میں برا کرتے ہیں۔

زاهدان یک شمۂ از وی یافتند

زاہدوں کو ایک تھوڑا سا اس سے مل جائے

عاشقان دیدند روی او عیان

عاشق اس کا چہرا ظاہر و عیاں دیکھتے ہیں۔

رهبر عالم محمد(ص) آمده است

عالم کے رہبر محمد ﷺ آئے ہیں۔

ره از او جو گر تو مرد رهبری

اس سے راستہ مانگ اگر تو رہبر چاہتا ہے۔

راه راهی مستقیم دنیا و دین

دین و دنیا صراط مستقیم کا راستہ ہے۔

فلک عدم سے حقیقت کے عالم میں آتا ہے۔

خواجۂ دنیا و دین خیرالورا

دنیا کو خواجہ اور دین کا خیرالورا (بہترین خلق)۔

در ره حق داد مردان را سبق

حق کی راہ میں مردوں کو سبق دیا۔

سالکان مرکب در این ره تاختند

جملہ سالکان اس راہ میں تیزی سے بڑھے۔

عالمان در گفتگوی او بدند

علما اس کی گفتگو میں برا کرتے ہیں۔

سالها در سوختن در ساختند

سالوں تک اس کی آگ میں جل بھن جائیں۔

دستها شستند با ساعد ز جان

جان سے بازوؤں سے ہاتھوں کو دھوتے ہیں۔

اسم او محمود(ص) احمد آمده است

محمود و احمد کے نام سے آئے ہیں۔

تا نمانی در بلای کج روی

جب تک تو غلط راستے پر چلنے کی مصیبت دیکھ لے۔

سر حق است رحمة للعالمین

رحمۃ العالمین ﷺ سر (راز) حق تعالیٰ ہے۔

هر که در راه محمد راه یافت — **سر حق را از دل آگاه یافت**

جو کوئی راہ محمد ﷺ میں رستہ تلاش کرتا ہے۔ — رازِ حق کو اپنی دل آگاہ سے حاصل کرتا ہے۔

احمد است اینجا احد ای مرد کار — **سر حق را با تو گفتم آشکار**

اے کام کے انسان، یہاں احمد ﷺ احد ہے۔ — تجھ سے رازِ حق آشکار وعیاں کہتا ہوں۔

میم را بردار احمد شد احد — **فهم کن معنی الله الصمد**

حرفِ میم کو اٹھانے پر احمد ﷺ احد ہوا۔ — اللہ الصمد کی معنٰی و حقیقت کو اچھی طرح سمجھ۔

هست این اسرار از جای دگر — **سر این را کی شناسد گاو و خر**

یہ اسرار کسی اور جگہ سے ہے۔ — اس راز کی پہچان گائے اور گدھے کو کب ہے؟

کور را از حور رخ زیبا چه سود — **گرچه داند تا چه بانگ آمد چه عود**

اندھے کو حور کے خوبصورت چہرے سے کیا فائدہ؟ — چناچہ جانتا کہ بانگ کی آواز کیا ہے اور بربط کی آواز کیا ہے۔

خودپرستی راه شیطان آمده — **بت شکستن کار مردان آمده**

خود پرستی شیطان کی راہ حاصل ہوتی ہے۔ — بت توڑنے کا م مردوں سے حاصل ہوتا ہے۔

راه مردان راه توحید آمده — **کار ما تجرید و تفرید آمده**

مردوں کی راہ توحید کا رستہ حاصل ہوتا ہے۔ — میرے کام سے تنہائی و خلوت آتی ہے۔

من طریق عشق احمد داشتم — **تخم دین در راه احمد کاشتم**

میں نے عشق احمد ﷺ کا طریقہ رکھتا ہوں۔ — دین کا بیج راہ احمد ﷺ میں بوتا ہوں۔

اسب را در راه احمد تاختم — **جان خود در راه احمد یافتم**

گھوڑے کو راہ احمد ﷺ میں تیزی سے دوڑتا ہوں۔ — راہ احمد ﷺ میں اپنی جان کو پاتا ہوں۔

من شراب از جام احمد خورده‌ام — **گوی را از خلق عالم برده‌ام**

میں جام احمد ﷺ سے شراب پیتا ہوں۔
گیند کو خلق سے عالم تک لے جاتا ہوں۔

مصطفی شیخ من است در راه دین
او مرا بنموده است راه یقین

مصطفی ﷺ اس دین کی راہ میں میرے شیخ و مرشد ہیں۔
راہ یقین میں وہ مجھے عیاں اور ظاہر ہیں۔

من نه عطارم تو عطارم همین
در ره حق راز اسرارم به بین

میں عطار نہیں ہوں، تو ہی یہی عطار ہے۔
دیکھ میں راہ حق میں اسرار راز ہوں۔

من خدایم من خدایم من خدا
فارغم از کبر و کینه وز هوا

میں خدا ہوں، میں خدا ہوں، میں خدا ہوں۔
کبر، کینہ، حرص و ہوس سے آزاد ہوں۔

سر بی سر نامه را پیدا کنم

بی سر نامہ کے راز کو میں ظاہر کرتا ہوں۔

عاشقان را در جهان شیدا کنم

میں عاشقوں کو دنیا میں شیدا و فریفتہ کرتا ہوں۔

بعد از این جوهر ندیدم از صفا
من نوشتم سر بی سر نامه را

اس کے بعد یہ جوہر بجز صفائی کے میں نے نہیں دیکھا ہے۔
رازِ بے سر نامہ کو میں نے لکھ دیا۔

سر بی سر نامه را کردم عیان
این زمان جویم نخواهد شد روان

رازِ بے سر نامہ کو ظاہر کرتا ہوں۔
اس وقت کو ڈھونڈتا ہوں نہ کہ چاہتا ہوں کہ جان ملے۔

محو شد اجزای کل من ز هم
فارغم از خوف و شادی و غم

مجھ سے بھی تمام اجزا محو ہوگئے
میں خوف، شادی (خوشی) و غم سے بھی آزاد ہوں۔

گنج پنهانم درین جسم آمدم

قیمتی خزانہ چھپا کر اس جسم میں آیا۔

سرو اعلانم درین اسم آمدم

صاف اعلان کرکے اس اسم میں آیا۔

من وجود خویش را فانی کنم

میں نے اپنے وجود کو فانی کردیا ہے۔

در لقای حق به حق باقی کنم

حق کو دیکھنے کے لئے خود کو حق سے باقی کردیا ہے۔

من باسرار آورم این جسم را

اس جسم کے لئے میں بمعہ اسرار کی آیا ہوں۔

پس به گفتار آورم این رسم را

اس رسم کے لئے لہذار بمعہ گفتار میں آیا ہوں۔

تا بدانند عاشقان سوخته

تاکہ جلے ہوئے عاشقوں کو پتہ چلے۔

اسم اعظم گشت در دین دوخته

دین کا فرض ادا کرتے میں اسم اعظم پھرائیں۔

من برای جمله عالم آمدم

میں پورے عالم کے واسطے آیا ہوں۔

لاجرم در نفس آدم آمدم

بلا شبہ آدم کی نفس (ذات) میں آیا ہوں۔

من برای راه عشاق آمدم

میں راہ (طریقت کے) عشاق کے واسطے آیا ہوں۔

لاجرم در عشق مشتاق آمدم

یقیناً عشق میں مشتاق بن کر آیا ہوں۔

جسم خود را در ره حق باختم

میں نے اپنے جسم کو رہ حق میں شکست دی ہے۔

سر معنی را به جان بشناختم

حقیقت کے راز کو جان سے میں نے پہچان لیا ہے۔

اولین وآخرین من بوده‌ام

اول و آخر میں ہی رہا ہوں۔

طاهرین و باطنین من بوده‌ام

طاہر (پاک) و صاحب باطن میں ہی رہا ہوں۔

من خدایم من خدایم من خدا

میں خدا ہوں، میں خدا ہوں، میں خدا ہوں۔

فارغم از کبر وکینه وز هوا

کبر، کینہ، حرص و ہوس سے آزاد و فارغ ہوں۔

سر بی سر نامه را پیدا کنم

بی سر نامہ کے راز کو میں ظاہر کرتا ہوں۔

عاشقان را در جهان شیدا کنم

میں عاشقوں کو دنیا میں شیدا و فریفتہ کرتا ہوں۔

بود عطاری عجب شوریده حال

عجب شوریدہ حال (پریشان حال) عطار ہے۔

در ره تحقیق او را صد کمال

راہ تحقیق میں وہ سو کمال رکھتا ہے۔

حال با خالق عجب بود ای پسر

خالق کے ساتھ عجب حال ہے، اے بیٹے

نی چو حال این خیال بی خبر

نہیں ایسا حال کہ یہ حال بھی بے خبر ہے۔

در امور سر حق ره برده بود

رازِ حق کے امور میں راہ پر چلنے والا ہے۔

نی چو حال ما و من در پرده بود

نہیں ایسا حال کہ "میں اور ہم" پردے میں ہے۔

از یقین خویش حاصل کرده بود

اپنے یقین سے (اس نے یہ) حاصل کیا ہے۔

در یقین خویش واصل گشته بود

اپنے یقین میں واصل حق ہوکر پھرتا ہے۔

علویی در خود چو شوقی داشت او

وہ چونکہ خود میں بلندی کا شوق رکھتا ہے۔

هیچ علمی را فرو نگذاشت او

وہ تھوڑے علم کا قصور معاف نہیں کرتا ہے۔

جمله مردان در فنای ره شدند

سارے مرد راہِ طریقت میں فنا ہوگئے ہیں۔

در فنای حق به حق آگه شدند

حق کی فنائیت میں حق سے آگاہ ہوگئے ہیں۔

جسم و جان و دین و دل درباختند

جسم، جان، دین، دل کو (اس راہ میں) ہار دیا۔

تا کمال راه دین دریافتند

تاکہ دین کی راہ میں کمال حاصل کرسکیں۔

زهد را و علم را و قال و قیل
جمله را انداختند در آب نیل

زہد کا، علم کا، اور قیل قال کا
سب کو نیل کے پانی میں پھینک دیا۔

ای برادر غیر حق جز نیست کس
اهل معنی را همین باشد و بس

اے برادر، حق کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔
اہل معنی (اہل حقیقت) کا بھی ہے اور بس۔

گر تو غیر حق نه‌بینی در جهان
بر تو گردد روشن اسرار نهان

اگر دنیا میں تو نے غیر حق نہ دیکھا۔
تجھ پر پوشیدہ اسرار ظاہر و روشن ہونگے۔

چون که اندر راه حق یک تن شوی
از وجود خویشتن فارغ شوی

چونکہ راہ حق میں ایک تن (جسم) ہو،
اس لئے اپنے وجود سے فارغ و آزاد ہوجا۔

گر ز جسم و جان شود کلی بدر
آن زمان ز اسرار حق یابی خبر

اگر جسم و جان سے مکمل طور پر چلا جاتا ہے۔
اس وقت تجھے رازِ حق کی خبر ملے گی۔

عقل او در گفت سودا می‌کند
عشق هر دم خود به یغما می‌کند

اس کی عقل باتوں میں فکرمند و پریشان ہوتی ہے۔
عشق ہر دم خود کے ساتھ لوٹ مار کرتا ہے۔

عقل شیطان گفت من ز آدم بهم
اوست سلطانی و من نورانیم

عقل شیطان کہتی ہے میں آدم بھی ہوں۔
وہ سلطان (بادشاہ) ہے اور میں نورانی ہوں۔

حق تعالی گفت ای ملعون شده
از طریق راه حق بیرون شده

حق تعالی کہتا ہے اے تو ملعون (لعنتی) ہوگئی ہے۔
راہ حق کے راستے سے باہر ہوگئی ہے۔

آدم و معنی ندیده بالیقین
روح پاکش رحمۃ للعالمین

یقین کے ساتھ آدم اور حقیقت کو نہیں دیکھا۔
کہ تمہاری پاک روح رحمۃ العالمین ہے۔

او من است و من ویم ای بی خبر
لاجرم در راه معنی کور و کر

وہ میرا ہے اور میرے بحر سے، اے بے خبر
بیشک حقیقت کی راہ میں تو اندھا اور بہرا ہے۔

گر ترا دیده بدی در راه ما
آدم ما را بدیدی همچو ما

اگر ہمارے راستے میں تو برائی دیکھتا ہے،
آدم ہم کو ہمارے جیسا دیکھتا ہے۔

چون ندیدی آدمی را با یقین
نام تو کردیم ابلیس لعین

چونکہ آدمی کو یقین کے ساتھ نہیں دیکھا،
ہم نے تمہارا نام ابلیس لعین کردیا ہے۔

ای برادر با کمال خویش باش
در ره توحید حق بی کیش باش

اے برادر، اپنے کمال کے ساتھ رہ۔
راہ توحید حق میں بے مذہب رہ۔

بگذر از کفر و نفاق کیش دین
تا رسی در قرب رب العالمین

کفر و نفاق کے مذہب و دین سے گذر جا۔
تاکہ تو قرب رب العالمین تک پہنچ جائے۔

خودپرستان اندرین ره گمرهند
در طریق عشق حق آگه ترند

خودپرست لوگ اس راہ میں گمراہ ہیں۔
عشق کے طریقے میں حق سے آگاہ نہیں ہیں۔

نفس انسان سد راه عشق شد
عاشقان را راه پس در عشق شد

انسان کا نفس عشق کی راستے کی رکاوٹ ہے۔
عاشقوں کی راہ بس عشق میں ہے۔

عشق را بگزین ونفست را بسوز
تا شب تاریک گردد همچو روز

عشق کو چن لو اور اس کے نفس کو جلا دو۔
جب تک اندھیری رات دن کی طرح نہ ہوجائے۔

نفس را اینجا حجاب راه دان
این سخن را از دل آگاه دان

نفس کو یہاں راستے کا حجاب سمجھ۔
اس بات کو دلِ آگاہ سے سمجھ۔

این نه تقلید است نه این راهها است
راه تحقیق است و راه مصطفا است

یہ نہ تقلید ہے نہ یہ راستے ہیں۔
یہ راہ تحقیق ہے اور راہ مصطفی ﷺ ہے۔

هـر کـه انـدر بنـد نفـس خـویش مانـد

جو کوئی اپنے نفس میں بند رہتا ہے۔

از ره حـق همچـو کـافر کـیش مانـد

راہ حق سے (دور) اسی طرح کافر مذہب رہتا ہے۔

در ره توحیـد جـان ایثـار کـن

راہ توحید میں جان کی قربانی کر۔

دیـده را در بـاز رو دیـدار کـن

آنکھوں کو چہرے کے دیدار میں کھول دے۔

در جمـال حـق جمـال حـق بـه بـین

جمال حق میں ، جمال حق کو دیکھ۔

در صـفات ذات رب العـالمین

صفات میں ذات رب العالمین کو دیکھ۔

مـن نمـودم از بـرای جملـه تـان

میں تمام سب کے لئے نمائش نہیں کرتا ہوں۔

مـن سـزاوارم بـرای جملـه تـان

میں تمام سب کے واسطے لائق و مستحق ہوں۔

مـن خـدایم مـن خـدایم مـن خـدا

میں خدا ہوں، میں خدا ہوں، میں خدا ہوں،

فـارغم از کبـر و کینـه وز هـوا

کبر، کینہ، حرص و ہوس سے آزاد ہوں۔

سـر بـی سـر نامـه را پیـدا کـنم

بے سر نامہ کے راز کو میں ظاہر کرتا ہوں۔

عاشـقان را در جهـان شـیدا کـنم

میں عاشقوں کو دنیا میں شیدا و فریفتہ کرتا ہوں۔

بـود شـیخی گفـت مـا را رو بـه چـین

میری بات کو شیخی کہتا ہے چہرے پر شکن ڈالتا ہے۔

بـود گـر کـافر نـداری کـیش و دیـن

اگر تو کافر ہے تو مذہب و دین نہیں رکھتا۔

پیشـوای ماسـت همچـون مصطفاسـت

لاجـرم بـود آنچـه گـوئی بیرواسـت

ہمارا پیشوا جس طرح مصطفیٰ ﷺ ہے۔ / بلاشبہ تو جو کچھ کہتا ہے نامناسب ہے۔

بعد از آن عطار گفت ای کور و کر / از رموز سر عشقی بی خبر

اس کے بعد عطار تجھ سے کہتا ہے اے اندھے بہرے۔ / تو عشق کے راز رموز سے بے خبر ہے۔

تو به بندی صورت واماندۂ / کی تو حرف حق احمد خواندۂ

تو صورت کے ساتھ قید و بند ہے اور خستہ حال۔ / تو کون سی احمد ﷺ کی سچی بات پڑھا ہوا ہے؟

لی مع الله گفت احمد در میان / تو کجادانی که هستی در میان

درمیان میں احمد نے کہا "اللہ اس کے ساتھ ہے" / تو کیا جانے کیونکہ تیری ہستی بیچ میں ہے۔

تو بصورت همچو کافر ماندۂ / واصل حق را تو کافر خواندۂ

تو صورت کے ساتھ کافر رہا ہے۔ / واصل حق کو تو کافر پڑھتا ہے۔

خرقۂ ناموس را پوشیدۂ / ونگه سالوس را پوشیدۂ

عزت و ناموس کے خرقے (لباس) کو چھپا دے۔ / اور ریاکاری کی نگاہ کو پوشیدہ رکھ۔

بت پرستی می‌کنی در زیر دلق / می‌نمائی خویش را صوفی به خلق

جامہ درویشی کے نیچے تو بت پرستی کرتا ہے۔ / لوگوں کے سامنے خود کو صوفی دکھاتا ہے۔

تو سلوک راه از خود کردۂ / لاجرم در صد هزاران پردۂ

تو راہِ سلوک کو خود سے بناتا ہے۔ / بیشک تو سو ہزار حجابات میں ہے۔

دام گاهی کردۂ این خرق را / می‌فریبی هر زمان این خلق را

اس درویشی قبا کو کبھی جال بناتا ہے / ہر وقت ان لوگوں کو دھوکہ و فریب دیتا ہے۔

در خودی خود گرفتار آمدی / لاجرم در عین پندار آمدی

خودی (انانیت) میں تو خود گرفتار ہوگیا ہے۔ / بلاشبہ تو حقیقت میں غرور و خودپسندی میں آگیا ہے۔

راه تجرید و فنا راه تو هست

تجرید (تنہائی) کی راہ اور فنا کا رستہ تو ہے۔

تو سخن کم کن که آن راه تو هست

تو باتیں کم کر کہ وہ راہ تو ہی ہے۔

روی تقلیدی بماندی مبتلا

چہرا تقلید میں مبتلا رہتا ہے۔

تو کجا و سر توحید از کجا

تو کہاں، اور راز توحید کہاں سے؟

رو که راه بی نشان راه تو نیست

راہ جو بے نشان ہے وہ تیرا رستہ نہیں ہے۔

عقل را در راه معنی روشکیست

عقل کو راہ حقیقت میں شبہ و گمان ہے۔

تو نمی‌دانی که من هستم چنین

تو نہیں جانتا کہ میں اس جیسا ہوں۔

بی هوامائیم بر روی زمین

روئے زمین پر بغیر آرزو و ہوس رہتا ہوں۔

من خدایم من خدایم من خدا

میں خدا ہوں، میں خدا ہوں، میں خدا ہوں،

فارغم از کبر و کینه وز هوا

کبر، کینہ، حرص و ہوس سے آزاد ہوں۔

سر بی سر نامه را پیدا کنم

بے سر نامہ کے راز کو میں ظاہر کرتا ہوں۔

عاشقان را در جهان شیدا کنم

میں عاشقوں کو دنیا میں شیدا و فریفتہ کرتا ہوں۔

این سخن را از ره مردی شنو

مردوں کے راستے کی اس بات کو سُن

تا نمانی در قیامت در گرو

تاکہ ضمانت میں قیامت کے دن میں دیکھے۔

جوهر عشق از تو پیدا می‌شود

هر دوعالم در دلت یکتا شود

عشق کا جوھر تجھ سے پیدا ہوتا ہے۔ — ہردو عالم اس کے دل میں اکیلا و تنہا ہے۔

بی تو در شک نامده درّیقین — **بگذری از کفر و از اسلام و دین**

یقین کا موتی تیرے بغیر شک و گمان میں رہتا ہے۔ — کفر سے ، اسلام و دین سے گذر جا۔

آن زمان تو عشق را لائق شوی — **عشق حق را عاشق صادق شوی**

تو عشق کے لائق اس وقت ہوگا، — جب تک حق کے عشق کا سچا عاشق بنے گا۔

گر مرا از عشق تو باشد خبر — **مرتدی باشیم و در ره بی خبر**

اگر عشق سے مجھے تو آگاہی دے، — ہم مرتد ہوجائیں اور راہ سے بے خبر ہو جائیں گے۔

آن چنان خواهم که کلی گم شوی — **تا ز پستی آدم مردم شوی**

اسی طرح چاہتا ہوں کہ مکمل طور پر گم ہوجاؤں۔ — تاکہ پستی میں مرد آدم ہوجاؤں۔

ورنه همچون زاهدان کور و کر — **چون ز هستی خودت باشد خبر**

وگرنہ زاہدوں کی طرح اندھا و بہرا ہوگا۔ — اس لئے تو اپنی ہستی سے آگاہ رہ۔

کی توانم کرد پنهان دود را — **من نه زهر کاشته نمرود را**

کیا میں دھوائیں کو چھپاں (چھپا) کر سکتا ہوں؟ — میں نمرود کا زہر کاشت نہیں کرتا۔

بحر معنی بی‌نهایت آمده — **لاشکی بی حد و غایت آمده**

بے حد و بے پایاں بحر حقیقت آیا، — بلاشبہ بے حد و بے انتہا آیا۔

یافتم یک قطره از بحر صفا — **ز آن بر آمد هر زمانی موجها**

میں نے بحر صفا سے ایک قطرہ حاصل کیا ہے۔ — اس میں سے ہر وقت موجیں برآمد ہوتی ہے۔

راه توحید عیانی داشتم — **گنج اسرار نهانی داشتم**

راہ توحید کو ظاہر و عیاں جانتا ہوں۔ — اسرار کا خزانہ مخفی سمجھتا ہوں۔

راه حق را صادق عشق آمدم

راہ حق کا سچا عشق مجھ پر آیا۔

حق حق است حق مطلق آمدم

حق حق ہے، حق مطلق مجھ پر آیا۔

من خدایم من خدا

میں خدا ہوں، میں خدا ہوں، میں خدا ہوں،

فارغم از کبر و کینه وز هوا

کبر، کینہ، حرص و ہوس سے آزاد ہوں۔

سر بی سر نامه را پیدا کنم

بے سر نامہ کے راز کو میں ظاہر کرتا ہوں۔

عاشقان رادرجهان شیدا کنم

میں عاشقوں کو دنیا میں شیدا و فریفتہ کرتا ہوں۔

گفتم ای دارندۂ کون و مکان

میں کہتا ہوں اے کون و مکان کے مالک و صاحب ثروت۔

غیر تو کس نیست در هر دو جهان

ہر دو جہاں میں تیرے علاوہ کوئی غیر نہیں ہے۔

گفتم ای دارندۂ عرش مجید

میں کہتا ہوں، اے بلند پایہ عرش کے مالک۔

عرش و کرسی از تو هم صورت ندید

عرش و کرسی کی تیرے بغیر کوئی صورت نہیں ہے۔

گفتم ای دارندۂ لوح و قلم

میں کہتا ہوں، اے لوح و قلم کے مالک

این جهان و آن جهان از تو علم

اس جہاں اور اس جہاں کا تجھے علم ہے۔

گفتم ای دانای بینا آمده

اے، میں کہتا ہوں کہ دانا و بینا آیا۔

خلق عالم از تو حیران آمده

دنیا کے لوگ تجھ سے حیران ہوئے۔

می کنم من ختم بی سر نامه را

می کنم آلوده در خون جامه را

میں بے سر نامہ کو پورا(ختم) کرتا ہوں

جامہ کو خون سے آلود کرتا ہوں۔

لیک در دریای خون غوطه زدم

بعد از آن کردم وضو در خون شدم

لیکن خون کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔

اس کے بعد وضو کرے اور خون ہوجاتا ہوں۔

مردمان گفتند و پنجه دیدۂ

روی خود در خون چرا آلودۂ

پچاس دیکھنے والے آنکھیں اور لوگ کہتے ہیں۔

کیونکر میں نے اپنے چہرے کو خون سے آلودہ کیا ہے۔

گفتم این دم می‌گذارم من نماز

پس وضو سازم به خون ای پاک باز

میں کہتا ہوں کہ اس وقت میں نماز پڑھ رہا ہوں۔

اے پاک باز، اسی لئے خون سے وضو کرتا ہوں۔

این نماز عشق را آنجا وضو

راست ناید جز به خون پاک رو

اس عشق کی نماز کا اس سے وضو

پاک چہرے والے کے خون کے بجز صحی نہیں ہوتا ہے۔

بعد از آن گفتند مردی مرد کار

از تصوف این زمان امری بیار

اس کے بعد انہوں مرد کار مردوں نے کہا،

اس وقت تصوف سے کوئی حکم لا۔

گفت هم هر رنگ من بینی چنین

تا ترا در راه من باشد یقین

ان سے کہا، ہر رنگ کو بھی میں اس طرح دیکھتا ہوں۔

تب میری راہ کے بارے میں تجھے یقین ہوگا۔

بار دیگر گفت ای صاحب نظر

در طریق عشق ده ما را خبر

دوسری دفعہ کہا، اے نظر کے صاحب،

عشق کے طریقے (رستے) کے بارے میں مجھے آگاہی دے۔

گفت پس آنجا بود گردن زدن

بعد از آن به سوختن آتش زدن

پس کہا کہ وہاں تو گردن زنی ہے۔

اس کے بعد وہ آگ میں جل کر سوختہ ہونا ہوتا ہے۔

این بگفتم این چنین سر جان من

منتشر شد در جهان ایمان من

یہ اس طرح میں نے اپنی جان کا راز ان سے کہا

اور میرے ایمان کا دنیا میں اعلان ہوا۔

ای دریغا ختم بی سر نامه شد
لیک در سیلاب خون تر جامه شد

اے، افسوس، بے سر نامہ ختم ہوا۔
لیکن خون کے سیلاب جامہ (لباس) تر (گیلا) ہوا۔

ای دریغا در خودی در مانده‌ام
لاجرم در صد بلا افتاده‌ام

اے، افسوس، خودی میں درماندہ و پریشان حال ہوں۔
بلاشبہ اس میں مجھ پر سو مصیبتیں آں پڑی ہیں۔

ای دریغا بی نوایان یقین
راه رفتند و بماندم این چنین

اے، افسوس، بے صدا (بے آواز) یقین کی
راہ پر چل کر اور اسی طرح میں پریشان حال ہوں۔

ای دریغا عارفان با وفا
شان برفتند و بماندم در قفا

اے، افسوس، وہ وفا والے عارفانِ خدا
شان والے چلے گئے اور میں قفس میں پریشان حال ہوں۔

ای دریغا سالکان راه بین
راه رفتند و بماندم این چنین

اے، افسوس ، وہ سالکانِ طریقت راہ دیکھنے والے
اپنی راہ پر گئے اور اسی طرح ماندہ و پریشاں حال ہوں۔

ای دریغا صوفیان با صفا
شان برفتند و بماندم مبتلا

اے، افسوس، وہ صوفی با صفاء
وہ شان والے چلے گئے اور میں پریشان حالی مبتلا ہوں۔

ای دریغا نفس ما در معصیت
خود خودی کرده بری از معرفت

اے، افسوس، گناہ (معصیت) میں میرا نفس
اپنے آپ کرتا ہے اور معرفت سے الگ ہوتا ہے۔

ای دریغا عاشقی را با ادب
جمله در تجرید دایم خشک لب

اے، افسوس، عاشقی کا ادب کے ساتھ
تمام (وقت) تنہائی میں خشک لب رہتا ہوں۔

هر که او خود را فنا کلی شناخت

جو کوئی خود کو مکمل فنا کرکے پہچانتا ہے

اندر آن جائی بقائی کل بساخت

اس جگہ میں وہ ساری بقا (ہمیشگی) ساتھ بنا ہے۔

ختم شد